مولانا محمد اسحاق صاحب صدر مدرس
مدرسہ تقویۃ الاسلام لاہور،

از تذکرۃ الحفاظ ذہبیؒ (ترجمہ)

امام ابن جریر طبریؒ

نام اور کنیت محمد بن جریر نام، ابو جعفر کنیت، طبرستان کے شہر آمل میں ۲۲۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ — جب ہوش سنبھالا تو ہر طرف علم وفضل کے چرچے اور زہد وورع کی حکایتیں عام تھیں، ہوش سنبھالتے ہی یہ بھی کسب علوم وکمال کی خاطر گھر سے نکل پڑے، دُور دراز کے سفر طے کئے اور وقت کے علمائے وفضلاء سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، تعلیمی اسفار کے دوران میں آپ کے والد آپ کو باقاعدہ خرچ پہنچاتے رہے۔

اساتذہ وتلامذہ آپ کے اساتذہ میں محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب، ابو ہمام سکونی، اسحاق بن ابی اسرائیل، اسماعیل بن موسیٰ سدی، محمد بن حمید رازی، احمد بن منیع، ابو کریب اور هناد بن سری وغیرہم شامل ہیں۔ ان سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، ایک جماعت سے فنِ قرأت سیکھا اور اس میں پورا عبور حاصل کیا۔

آپ سے جن شاگردوں نے سماعِ حدیث کیا، ان میں مخلد باقرحی، احمد بن کامل، ابو القاسم طبرانی، عبد الغفار حضینی اور ابو عمرو بن حمدان وغیرہم نمایاں ہیں۔

علم وفضل علم وفضل میں آپ کا جو مقام ہے، وہ محتاجِ تعارف نہیں، آپ اپنے وقت کے بیک وقت عظیم مؤرخ، زبردست فقیہ ومجتہد، بے مثال مفسر اور محدث تھے، حافظ ابوبکر خطیب آپ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"ابن جریر وہ امام ہیں جن کے علم وفضل کے پیشِ نظر ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جاتا اور ان کے قول کے مطابق حکم دیا جاتا ہے، انہوں نے اس قدر علوم وفنون حاصل کئے کہ ان کے زمانے

میں کوئی ان کے مقابل نہیں تھا، کتاب اللہ کے حافظ، معانی کے عالم، احکامِ قرآن کے شناسا، حدیث اور اس کی اسانید، صحیح وضعیف اور ناسخ ومنسوخ کی خوب معرفت رکھنے والے، صحابہ وتابعین کے کارناموں سے آگاہ جنگی وتاریخی حالات سے باخبر تھے، تاریخ اُمم میں ایک بہت بڑی مشہور کتاب اور قرآن کی ایک عظیم وبے نظیر تفسیر کے مصنف ہیں، ان کی ایک کتاب "تہذیب الآثار" یہ اتنی مفید کتاب ہے کہ میں نے اس موضوع پر اس جیسی دوسری کتاب نہیں دیکھی، مگر افسوس کہ مکمل نہیں ہو سکی۔ ان کے علاوہ اصول وفروع میں ان کی بے شمار کتابیں ہیں۔ وله اختيار من اقوال الفقهاء "

امام ابن خُزیمہ فرماتے ہیں :۔

" میں نے روئے زمین پر ابن جریر سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا ......"

ابو محمدؒ فرغانی کہتے ہیں :۔

" امام ابن جریرؒ بڑی بڑی ایذا رسانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، اہلِ علم اور مُتدینین حضرات آپ کے علم، زُہد اور ترکِ دنیا کے معترف تھے۔ آپ طبرستان میں اپنے والد کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اپنے حصے پر قانع تھے۔"

تفقہ اور سیرت کے چند گوشے

کہتے ہیں ایک دفعہ خلیفہ مکتفی نے ایسا وقف نامہ تحریر کرانا چاہا جس پر تمام علماء کا اتفاق ہو، کسی کو اس سے اختلاف نہ ہو، اس مقصد کے لئے امام ابن جریرؒ کی خدمات حاصل کی گئیں تو آپ نے ایسی تحریر لکھ دی جو سب کے نزدیک قابل قبول تھی اس پر آپ کی خدمت میں گراں قدر عطیہ پیش کیا گیا، مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، خلیفہ نے کہا اپنی کوئی حاجت بیان فرمائیے اسے پورا کر دیا جائے گا، آپ نے فرمایا میری یہ درخواست ہے کہ جمعہ کے دن لوگوں کو مانگنے سے منع کر دیا جائے چنانچہ جمعہ کے دن مانگنا حکماً بند کر دیا گیا۔

اسی طرح ایک دفعہ وزیر سلطنت نے آپ کو فقہ میں کتاب لکھنے کے لئے کہا تو آپ نے "کتاب الخفیف" لکھ کر اس کے سامنے پیش کی۔ اس پر اس نے آپ کو ایک ہزار دینار دینا چاہا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔

ایک فقہی اشکال اور اس کا حل

قائد ابن منو کہتے ہیں مجھے ابن مرزق کے غلام نے بتایا کہ ایک دفعہ میرے آقا نے ایک لونڈی خرید کر میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا، مجھے اس سے بے حد محبت تھی لیکن اسے مجھ سے نفرت تھی، ایک دن تنگ آکر میں نے اس سے کہہ دیا کہ طلاقِ ثلاثہ کے متعلق جو کچھ تو مجھ سے کہے گی میں وہی کہہ دوں گا، میں تیری اذیتیں کب تک برداشت کروں؟ اس نے فوراً انت طالق ثلاثا" (تجھے تین بار طلاق ہے) کہہ دیا۔ یہ سُن کر حیرت سے میرا منہ کُھلا کا کُھلا رہ گیا کیونکہ میں اسے طلاق دینا نہیں چاہتا تھا، اب بڑی مشکل میں پھنس گیا، کسی نے کہا امام ابن جریرؒ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے اپنی مشکل بیان کرو، چنانچہ میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا" تم اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو کیونکہ تمہارے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ گویا تم نے کہا انت طالق ثلاثا ان طلقتك (تجھے تین بار طلاق ہے اگر میں تجھے طلاق دوں)" ابن عقیل نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے اور کہا ہے اس کا جواب یہ بھی ہے کہ تم بعینہٖ وہی الفاظ کہو جو اس نے کہے ہیں یعنی انت طالق ثلاثا' تا کی فتحہ کے ساتھ یہ خطاب چونکہ مرد کو ہے اس لئے عورت کو طلاق نہیں ہوگی۔

میں کہتا ہوں کہ اگر انتِ طالق ثلاثا کہے اور ارادہ استفہام کا کرے یا انتِ طالق ثلاثا کہے اور نیت کرے کہ تو میری قید سے آزاد ہے یا تو طلق یعنی دردِ زہ میں مبتلا ہے تو ان صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

جو لوگ قسم کے سبب اور حالف کی نیت کا اعتبار کرتے ہیں، ان کے نزدیک ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مرد پر وہ بات کہنا لازم نہیں جو عورت نے کہی ہے، کیونکہ قرینہ حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت طلاق دینے کی نہیں تھی بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ جب عورت اس سے کوئی تکلیف دہ بات کہہ کر اذیت پہنچائے گی تو وہ بھی اسے ایسی ہی تکلیف دہ بات سے اذیت پہنچائے گا چونکہ موجودہ صورت میں طلاق دینا عورت کے لئے تکلیف دہ نہیں بلکہ خوش کُن ہے اور مرد کے لئے تکلیف دہ بات ہے۔ لہذا بداہۃً طلاق اس سے مستثنیٰ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب کوئی متکلم کلام کرتا ہے تو اس کے عموم میں سے کچھ چیزیں مستثنیٰ ہوتی ہیں جن کا وہ ارادہ ہی نہیں کرتا، بلقیس ملکہ صنعاء کے بارے میں

اللہ تعالیٰ کے فرمان ——— وَ اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ (اسے ہر چیز دی گئی تھی) ——— میں داڑھی اور مردانہ عضو وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان —— تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ —— (آندھی ہر چیز کو برباد کر گئی) —— میں پہاڑ اور آسمان مستثنیٰ ہیں، اور یہ اندازِ گفتگو فصیح اور کثیر الاستعمال ہے ایسے ہی یہ بھی بدیہی ہے کہ اگر کوئی آدمی حلف کرے کہ عورت جو کچھ کہے گی میں بھی وہی کہوں گا، پھر عورت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور رسولوں کو گالیاں دے لیکن مرد ایسا کہنے سے سکوت اختیار کرے تو وہ حانث نہیں ہوگا الا یہ کہ وہ ایسی چیزوں کی بھی اپنے حلف میں نیت کرے (العیاذ باللہ)

موجودہ صورت میں امام داؤد، امام ابن حزم اور شیعہ حضرات کے نزدیک مرد حانث نہیں ہوتا اور عورت بدستور اس کی بیوی رہتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک طلاق کی قسم لغو ہے، قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی ہونی چاہیئے اور بس!

ہمارے ہمعصر علمائ میں سے ایک امام اس طرف گئے ہیں کہ جب کوئی آدمی کوئی کام کرنے پر بیوی کو طلاق دینے کی قسم کھائے تو اس کام کے کرنے پر اسے کفّارہ دینا پڑتا ہے، طلاق واقع نہیں ہوتی، ہاں وہ طلاق جو کسی ترغیب یا ترہیب پر معلق نہیں یا اس نے جملہ شرطیں بولنے سے جزا کا ارادہ کیا ہے قسم کی نیت نہیں کی جیسے یُوں کہے اگر تو زنا کرے تو تجھے طلاق ہے یا اگر تو نماز چھوڑ دے تو میری طرف سے تجھے طلاق ہے تو ان کاموں کے سرزد ہونے سے اس کی بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی۔

مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے بعض سلف کے نزدیک غلاموں کو آزاد کرنے یا پیدل حج کو جانے یا سارا مال صدقہ میں دینے کی قسم کھانے پر تو کفارہ ہو سکتا ہے، مگر طلاق کی قسم کھانے پر کسی سے کفارہ منقول نہیں۔

وسعتِ معلومات اور مسلکِ اجتہاد کا اِتباع | عبداللہ بن احمد سمسار کا بیان ہے کہ امام ابن جریرؒ نے اپنے تلامذہ سے پوچھا "تاریخ عالم کا شوق رکھتے ہو تو تحریر کر دوں"؟ بولے "یہ کتنی جلدوں میں مکمل ہوگی"، فرمانے لگے "تقریباً تیس ہزار اوراق میں" شاگردوں نے جواب دیا اس قدر ضخیم کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے عمریں بیت جائیں گی، کہنے لگے انا للہ ماتت الھمم، لوگ ہمت

ہار گئے ہیں، پھر تقریباً ۳ ہزار اوراق میں املا کرائی جو تاریخ طبری کے نام سے مشہور ہے، اس کے بعد جب تفسیر املا کرانے لگے تو پھر تلامذہ سے یہی بات کہی اور بالآخر تاریخ کے برابر املا کرائی جو تفسیر ابن جریر کہلائی، چالیس سال تک آپ کا معمول یہ رہا کہ وہ ہر روز چالیس صفحے لکھتے تھے، ان کے شاگرد ابو محمد فرغانی کہتے ہیں کہ امام ابن جریر کے شاگردوں نے ان کی بلوغت سے لیکر انکی وفات تک حساب لگایا اور انکی تصنیفات کو اس مدت پر تقسیم کیا تو ثابت ہوا کہ وہ ہر روز ۱۴ صفحے لکھا کرتے تھے۔

فرغانی کہتے ہیں، آپ نے بغداد میں دو سال تک امام شافعیؒ کے مذہب کی خوب نشر و اشاعت کی جس کے نتیجہ میں عوام نے اسے بطیب خاطر قبول کیا، پھر جوں جوں آپ کا علم وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا، تقلید سے آزاد ہو کر اور اپنے خداداد اجتہاد سے کام لے کر وہ مسلک اختیار کیا جسے اپنی کتابوں میں درج فرمایا ہے آپ کو منصب قضاء پیش کیا گیا لیکن آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی امامت کا منکر واجب القتل ہے امام محمد بن علی بن سہل فرماتے ہیں میں نے امام ابن جریر سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص یہ کہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہدایت کے امام نہیں تھے اسے قتل کر دیا جائے۔

تصانیف فرغانی کہتے ہیں آپ کی تصانیف میں سے مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے ہاتھ سے پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔

(۱) تفسیر (المعروف بتفسیر ابن جریر) (۲) تاریخ (المعروف بہ تاریخ طبری)
(۳) کتاب القرآت (۴) کتاب العدد والتنزیل (۵) کتاب اختلاف العلماء (۶) کتاب تاریخ الرجال
(۷) کتاب لطیف القول فی الفقہ۔ اس میں اپنا پسندیدہ اور اختیار کردہ مسلک درج فرمایا ہے۔
(۸) کتاب التبصیر فی الاصول۔

ان کے علاوہ کتاب تہذیب الآثار لکھنی شروع کی تھی۔ یہ آپ کی تصانیف میں سے ایک عمدہ ترین تصنیف ہے اگر مکمل ہو جاتی تو یقیناً آپ کا ایک عظیم علمی شاہکار تصور ہوتی۔ اس کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحیح احادیث سے لکھنا شروع کیا تھا، ہر حدیث پر محدثانہ کلام کیا۔ ان کے تمام طرق جمع کئے اس

کی علل کو زیر بحث لائے پھر اس سے استنباط کردہ فقہ، اختلاف علماء اور ان کے دلائل و براہین تفصیل وار بیان کئے اور حل طلب لغت کا حل فرمایا، اس طریق پر عشرہ مبشرہ اہل بیت اور موالی کے مسانید تیار ہوئے مسند ابن عباس کا کچھ حصہ لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اسی طرح ایک اور تصنیف "کتاب البسیط" کے نام سے لکھنا شروع کی تھی اس کی صرف کتاب الطہارۃ ہی تقریباً تین ہزار صفحات پر ختم ہوئی، ابھی کتاب الصلوٰۃ کا بیشتر حصہ اور کتاب الحکام والمحاضر والسجلات ہی لکھنے پائے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی تفسیر کے متعلق ابو حامد اسفرائینی کہتے ہیں اگر کوئی آدمی تفسیر ابن جریر حاصل کرنے کیلئے چین تک سفر کرے یہ محنت اس کے مقابلے میں کچھ زیادہ نہیں۔

انتقالِ پُر ملال ابن کامل کہتے ہیں، امام ابن جریر نے بروز اتوار ۲۸ شوال المکرم سنہ ۳۱۰ھ عصر کے قریب داعی اجل کو لبیک کہا اور رحبہ یعقوب میں واقع اپنے مکان میں دفن ہوئے۔

صورت و حلیہ آپ کا رنگ گندمی تھا اور سیاہی مائل آنکھیں بڑی بڑی اور موٹی تھیں، جسم کے پتلے دراز قد اور بڑے فصیح الکلام تھے چونکہ بال زیادہ تر سیاہ تھے، اس لئے مہندی وغیرہ کا خضاب نہیں لگاتے تھے۔

جنازہ میں ازدحام آپ کے جنازہ میں لوگ اس کثرت سے شریک ہوئے کہ ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کئی مہینوں تک دن رات آپ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی۔

مراثی ادبا اور ارباب دین میں سے بہت سے لوگوں نے آپ کی وفات حسرت آیات پر مرثئے لکھے، ابو سعید ابن الاعرابی فرماتے ہیں:

حَدَثٌ مُفْظِعٌ وَّخَطْبٌ جَلِيْلٌ ـــــــ دَقَّ عَنْ مِّثْلِهِ اصْطِبَارُ الصَّبُوْرِ

ایک خوفناک حادثہ اور عظیم سانحہ پیش آیا ہے کہ اس میں انتہائی صبر کرنے والے کا صبر بھی جواب دے گیا ہے۔

قَامَ نَاعِي الْعُلُوْمِ جَمِيْعاً لَّمَّا ـــــــ قَامَ نَاعِي مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيْرٍ

جب امام ابن جریرؒ کی موت کی خبر دینے والے نے خبر دی تو اس نے گویا تمام علوم کے مرجانے کی خبر دی۔

علامہ ابن درید نے بھی ایک دلگداز مرثیہ کہا جس میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمَنِیَّۃَ لَمْ تُتْلِفْ بِہٖ رَجُلًا ——— بَلْ اَتْلَفَتْ عَلَمًا لِلدِّیْنِ مَنْصُوْبًا

موت نے ایک آدمی کو فنا نہیں بلکہ دین کے ایک مستحکم اور راسخ پہاڑ کو نیست و نابود کر دیا ہے،

کَانَ الزَّمَانُ بِہٖ تَصْفُوْ مَشَارِبُہٗ ——— وَالْآنَ اَصْبَحَ بِالتَّکْدِیْرِ مَقْطُوْبًا

انکی زندگی میں زمانہ صاف ستھرے اور شیریں چشمہ کی طرح تھا جو اب انکی موت سے گدلا اور میلا ہو گیا ہے۔

کَلَّا وَاَیَّامُہُ الْغُرُّ الَّتِیْ جُعِلَتْ ——— لِلْعِلْمِ نُوْرًا وَّلِلتَّقْوٰی مَحَارِیْبًا

بخدا! انکے مبارک اور زریں دور نے علم کیلئے روشنی کے مینار اور تقویٰ و پرہیزگاری کیلئے محراب قائم کر دیئے تھے،

اَوْدٰی اَبُوْجَعْفَرٍ وَّالْعِلْمُ فَاصْطَحَبَا ——— اَعْظِمْ بِذَا صَاحِبًا اَذْ ذَاکَ مَصْحُوْبًا

ابو جعفر اور علم دونوں ایک ساتھ ہلاک ہو گئے، یہ کتنا عظیم ساتھی اور وہ کتنے عظیم رفیق تھے،

وَدَّتْ بِقَاعُ بِلَادِ اللّٰہِ لَوْ جُعِلَتْ ——— قَبْرًا لَّہٗ فَحَبَاہَا جِسْمُہٗ طِیْبًا

زمین کا ہر قطعہ خواہشمند تھا کہ ان کی قبر بن جائے اور انکے جسم اطہر سے اسکو سعادت اور خوشبو نصیب ہو،

اہل حدیث نمبر

ادارۂ محدث نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر سال کے اختتام پر جلد کا آخری شمارہ، خاص نمبر شائع کیا جائے، جس کی ضخامت معمول سے ڈیڑھ گنا ہو۔

موجودہ سالنامہ اہل حدیث نمبر ہو گا، ان شاء اللہ۔ جس میں تحریک اہلحدیث کا پس منظر، تاریخی حیثیت اور اہل حدیث مکتب فکر سے متعلق علمی و تحقیقی مضامین شائع کیے جائیں گے۔

"محدث" کے اہل قلم معاونین ان موضوع پر اپنی علمی نگارشات بھیج کر شکریہ کا موقع دیں، "صرف تحقیقی مضامین ارسال فرمائیں"۔ (ادارہ)